سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

مرادِ رسول ﷺ سیدنا عمر فاروقؓ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ [سورہ توبہ:100]

''اور وہ سبقت لے جانے والے جنہوں نے سب سے پہلے (دعوت ایمان پر) لبیک کہا مہاجروں میں سے اور انصار میں سے، اور وہ جوان کے پیچھے آئے راست بازی کے ساتھ، راضی ہو گیا اللہ ان سے اور وہ راضی ہو گئے اُس سے اور مہیا کر رکھے ہیں اس نے ان کے لئے ایسے باغات کہ بہہ رہی ہیں ان کے نیچے نہریں، رہیں گے وہ ان میں ہمیشہ اور یہی ہے بڑی کامیابی۔''

وعن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ ولقد كان فيما قبلكم من الامم محدثون فان يك فی امتی احد فانه عمر (متفق عليه)

''حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت نے فرمایا کہ تم سے پہلے امتوں میں محدثین ہوتے تھے اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمرؓ ہیں۔''

محترم سامعین! گزشتہ جمعہ کو آپ حضرات کے سامنے نبی کریم ﷺ کے جان نثار صحابہ کرامؓ کے بارے میں اور خصوصاً حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زندگی پر اختصار کے ساتھ کچھ معروضات ذکر کئے تھے کہ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر کامل ترین طریقے سے ایمان لائے اور پھر اس ایمان کا حق بھی ادا کر دیا۔ ہم تو اکثر یہ شعر پڑھتے اور سنتے ہیں ''جان دی ہوئی اس کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا''

صحابہ کرامؓ کی لازوال قربانیاں:

مگر صحابہ کرامؓ نے اس زندگی کا حتیٰ المقدور حق ادا کر دیا تھا اور حضور ﷺ کی اتباع میں اپنے تن من دھن کی قربانی پیش کر کے رب العالمین کے دربار سے رضی اللہ عنہم کا لازوال اور بے مثال پروانہ اور سرٹیفکیٹ

حاصل کیا۔ بہرحال صحابہ کرام تو سب کے سب افضل ترین ،کامل ترین اور بہترین مومنین تھے مگر سب سے افضل خلیفہ اول ، نبی کریم ﷺ کے سفر وحضر کے ساتھی ،یار غار حضرت عائشہؓ کے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔جن کے ذکر خیر کرنے کی سعادت ہم نے پچھلے جمعہ کو حاصل کی۔آج خلیفہ دوم، مراد رسول علیہ الصلوۃ والسلام امام عادل حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں چند باتیں عرض کرنے کی کوشش کرونگا،

پیدائش اور بچپن کا مشغلہ:

حضرت عمر فاروقؓ ہجرت سے قریبا ۴۰ سال قبل پیدا ہوئے اور بچپن سے اونٹوں کے چرانے کی ذمہ داری سونپی گئی کیونکہ یہ عرب کا قومی مشغلہ تھا مگر حضرت عمر فاروقؓ کے والد خطاب ان سے بڑا بے رحمی اور غیض و غضب کا سلوک کرتے ،خلافت کے زمانہ میں جب حضرت عمر فاروقؓ کا اس چراگاہ سے گزر ہوا تو حیرت ہوئی اور رونے لگے پھر فرمایا: اللہ اکبر! ایک زمانہ وہ تھا کہ میں نمدے کا پہنے ہوئے لباس میں اونٹ چرایا کرتا تھا اور تھک کر بیٹھ جاتا تو باپ کے ہاتھوں میری پٹائی ہوتی۔آج یہ دن ہے کہ خدا کے علاوہ میرے اوپر کوئی حاکم نہیں ہے۔ جوانی کا دور عرب کے معزز ترین مشغلوں مثلاً نسب دانی، سپہ گری اور پہلوانی میں گزارے۔ جب عمر ستائیس برس کی تھی کہ جزیرۃ العرب میں رسالت کا آفتاب اپنی پرکشش کرنوں کے ساتھ مکہ کی سرزمین پر طلوع ہوا۔اسی وقت جہالت ،بت پرستی ،بیٹیوں کو دفن کرنا اور معمولی باتوں پر قبائل کے قتل وقتال کے سلسلے عروج پر تھے۔حضور ﷺ کی آمد اور حکمت عملی سے غیر مسلموں کو صراط مستقیم پر لانے کے لئے بڑے احتیاط اور مخفی طریقوں سے دعوت جاری رہا۔

احوال قبل از قبول اسلام:

آہستہ آہستہ توحید و رسالت کی یہ صدا حضرت عمر فاروق کے گھرانے میں بھی گونجنے لگی اور آپ کے بہنوئی حضرت سعید بن زیدؓ اور آپؓ کی بہن حضرت فاطمہ بھی ایمان لے آئی۔حضرت عمر فاروق اپنے خاندان کے جس فرد کے بارے میں اسلام لانے سے باخبر ہوجاتے اس کے دشمن بن جاتے ،ان کے خاندن میں لبینہ نام کی ایک کنیز نے بھی اسلام قبول کیا تھا تو اس پر بے حد غصہ ہوکر اتنا مارتے کہ تھک جاتے۔ پھر کہتے کہ ذرا دم لے لوں پھر ماروں گا۔اس کے علاوہ بھی جس مسلمان پر بس چلتا اس کے ساتھ اتنی سختی سے پیش آتے تاکہ وہ اسلام سے منہ پھیر لے۔حالانکہ ان میں جو اسلام لاتا وہ حضور ﷺ کے روحانی اور نورانی توجہات کے طفیل اسلام چھوڑنے کا تصور بھی کرنے کا روادار نہ ہوتا۔

مشرکین کی اہم میٹنگ:

انہی حالت میں مکہ کے تمام بڑے بڑے مشرکین کے سرداروں میں اہم میٹنگ ہوئی جس میں مسلمان کے

روز افزوں بڑھتی ہوئی تعداد پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ان کے سد باب کے بارے میں غور وحوض جاری تھا جس میں یہ فیصلہ ہوا کہ اسلام کی اشاعت چونکہ حضرت محمد ﷺ کی شخصیت کی وجہ سے ہے اگر شخص کو میدان سے ہٹادیا جائے ،معاذ اللہ قتل کر دیا جائے تو یہ سالا معاملہ رک جائے گا۔لیکن یہ شنیع عمل کون کرے گا۔اس کے لئے کوئی بھی تیار نہ ہوسکا۔اس دوران اچانک حضرت عمرؓ اٹھے اور تلوار کھینچ کر کہا کہ یہ کام میں کروں گا۔ ابھی جا کر اس کا کام تمام کر کے اُن کا سر آپ کے پاس لاتا ہوں،

آپ ﷺ کو شہید کرنے کا فیصلہ:

ہاتھ میں تلوار لئے سیدھے سید الانبیاء ﷺ کی طرف رواں ہیں مگر ’’آمد آں یارے کے ما میخو استیم‘‘ انتہائی غضب اور غصے کی حالت میں جا رہے تھے کہ راستہ میں نعیم بن عبداللہ بن گئے۔پوچھا عمر! خیریت تو ہے بڑے غصہ کی حالت میں ہو تو عمر نے کہا کہ محمد ﷺ کا فیصلہ کرنے جا رہا ہوں، سارے عرب اور مکہ میں پریشانی پیدا کی ہوئی ہے۔نئے دین کی بات کرتا ہے، ہمارے معبودین کو باطل کہتا ہے۔

بہن اور بہنوئی کا قبول اسلام:

نعیم بن عبداللہ نے فرمایا۔اچھا محمد الرسول اللہ ﷺ کا فیصلہ کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لو،تمہاری بہن اور بہنوئی بھی مسلمان ہو چکے ہیں یہ سن کر فوراً اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔گھر میں ان کی بہن فاطمہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہی تھی، آہٹ سن کر فوراً قرآن مجید کے اوراق کو چھپا دیا۔بہن سے پوچھا کہ آپ کیا پڑھ رہی تھیں؟ فاطمہ نے کہا کچھ نہیں حضرت عمرؓ نے کہا مجھے معلوم ہو چکا ہے تم مرتد ہو چکی ہو یہ کہہ کر بہنوئی حضرت سعید بن زید سے دست وگریبان ہوگئے بہن بچانے کے لئے آگے آئے اس شدت سے اسے مارا کہ لہولہان کر دیا۔اسی حالت میں ان کی زبان سے یہ بات نکلی اے عمرؓ! جو کر سکتے ہو کرلو مگر اب آپ اسلام ہمارے دل سے نہیں نکال سکتے۔خواہ تم ہمیں شکنجے میں کس دو یا ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔

بہن کے الفاظ سے دل کی دنیا بدل گئی:

محترم سامعین ! بہن کے یہ الفاظ حضرت عمر کی زندگی بدلنے کا سبب بنے۔بہن کی طرف شفقت کی نظر سے دیکھا جن کے بدن سے خون جاری تھا اور آنکھوں سے آنسو۔لیکن اس تکلیف کے باوجود اللہ تعالیٰ کا نام زبان پر جاری تھا، یہ حالات دیکھ کر حضرت عمر کی حالت بدل گئی اور بہن سے کہا کہ تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھے بھی لا کر دکھاؤ۔بہن نے کہا کہ تم بغیر غسل کے اُسے نہیں چھو سکتے۔غسل کیا، اور ان اجزائے قرآنی کو دیکھا جس میں یہ آیات تھیں سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ [حدید :1]

جب ان آیات یعنی آمنوا باللہ ورسول کو سنا تو بے ساختہ زبان پر یہ کلمہ جاری ہوا اشھد ان لا الہ الا اللہ

واشهد ان محمد رسول الله۔

بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضری:

اسی وقت رسول اللہ کی خدمت میں حاضری کی جبکہ آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دارارقم میں تھے، جب اندر داخل ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ کیوں عمرؓ؟ کس ارادے سے آئے ہو؟ تو حضرت عمرؓ نے سر جھکا کر بولے ایمان لانے کے لئے۔ یہ کہنا تھا کہ صحابہ کرامؓ نے فرط جوش ومحبت میں نعرہ تکبیر کی صدا بلند کی جس کی وجہ سے مکہ کی پہاڑیاں اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھیں۔

سید الکائنات ﷺ کی دعا:

جب مکہ میں مسلمانوں پر بے تحاشا ظلم وستم کیئے گئے تو ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ٹوٹے ہوئے دل سے رب العالمین کی بارگاہ میں دعا فرمائی۔"اللهم اعز الاسلام لعمر بن خطاب او بعمرو بن هشام "کہ اے اللہ! عمر بن خطاب یا عمرو بن ھشام کے ذریعہ اسلام کو عزت وطاقت دے، بارگاہ الٰہی میں یہ دعا قبول ہوئی اور عمر بن الخطاب اسلام لائے، اسی وجہ سے حضرت عمر فاروقؓ کو ''مراد رسول'' ﷺ کہا جاتا ہے۔اس کے علاوہ تمام صحابہ کرام مرید تھے۔

معزز بھائیو! حضرت عمر فاروقؓ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو بڑی طاقت اور ہمت حاصل ہوئی اور سب سے پہلے حضرت عمر فاروقؓ کی وجہ سے اعلانیہ طور پر مسجد الحرام میں عبادت ہونے لگی۔اور مسلمانوں نے کچھ سکھ کا سانس لیا، جب آنحضرت ﷺ نے ہجرت فرمائی تو تمام مسلمان چھپ چھپ کر مدینہ کی طرف ہجرت کرنے لگے لیکن جب حضرت عمر فاروق نے ہجرت فرمائی تو اعلانیہ طور پر ہجرت فرمائی۔ حضرت عمر فاروق اسلام لانے کے بعد اسلام کے ایسے سپاہی بنے کہ اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ نبی کریم ﷺ ہر بات پر فرماتے ''میں ابوبکر وعمر، میں ابوبکر وعمر'' یہ تعلق بھی ایسا قائم ہوا کہ تا قیامت ایک دوسرے سے جدا نہ ہو سکے۔ دنیا میں بھی اکھٹے اور روضہ انور میں بھی یہ تینوں ساتھی ساتھ ساتھ آرام فرما ہیں۔

بارگاہ رسالت ﷺ میں مقام ومرتبہ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کو اس اونچے مقام وشان سے نوازا کہ خود آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

عن عقبة بن عامر قال قال النبی ﷺ لوکان بعدی نبی لکان عمر بن خطاب

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے''

ایک دوسرے جگہ رحمۃ للعالمین کا ارشاد ہے:

عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ لقد کان فیما قبلکم من الامم

محدثون فان یك احد فی امتی فانه عمر

''حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم نے فرمایا تم میں سے پہلے لوگوں میں محدث ہوا کرتے تھے اگر میری امت میں کوئی محدث ہوا تو وہ عمر ہوں گے''

چونکہ امت محمدی ﷺ تمام امتوں سے افضل وارفع ہے تو اس امت میں جو محدث ہوں گے وہ بھی بڑے اعلیٰ وارفع ہوں گے۔طلباء کرام موجود ہیں یہاں محدث کا معنی وہ روشن ضمیر شخص جس کے دل میں غیب سے کوئی بات الہام کی جائے جو دوسروں کو معلوم نہ ہو پھر وہ شخص اس بات کو دوسروں تک پہونچاتا ہے اور یہ مرتبہ اس شخص کو نصیب ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نوازے،حضرت عمر بھی اس امت کے محدث تھے۔

احکام الٰہیہ اور فاروق اعظمؓ کی آراء میں موافقت:

یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر فاروقؓ نے جو مشورہ اور رائے پیش کی اور اس کے مطابق قرآن مجید کی آیاتیں نازل ہوئیں،حضرت ابن عمر کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا ، تین باتوں میں میرے پروردگار کا حکم میری رائے کے مطابق نازل ہوا (۱) ایک تو مقام ابراہیم کو نماز ادا کرنے کی وجہ قرار دینے کے بارے میں (۲) آنحضرت ﷺ کی بیبیوں کے پردے کے بارے میں اور (۳) بدر کے قیدیوں کے بارے میں۔

غیرت ایمانی کا حیرت انگیز واقعہ

معزز حاضرین! اللہ تعالیٰ نے آپؓ میں عدل وانصاف کی بھی صفت بدرجہ غایت ودیعت فرمائی تھی اور رب العالمین کی طرف سے فاروق کا لقب بھی حاصل کیا۔روایت ہے کہ ایک یہودی اور منافق کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہوا اور تصفیہ کے لئے یہودی نے آپ ﷺ کو ثالث بنانے کی تجویز رکھی ، منافق مشرکین قریش کے سردار کعب ابن اشرف کو ثالث بنانے پر مصر تھے۔کافی حیل وحجت کے بعد دونوں نے آپ ﷺ کو ثالث بنانا مان لیا، چنانچہ وہ دونوں اپنا قضیہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے،حضور ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا، کیونکہ اس کا حق پر ہونا ثابت تھا۔لیکن منافق نے اس فیصلے کو تسلیم نہیں کیا کہنے لگا اب ہم عمرؓ کو ثالث بنائے گئے۔وہ جو فیصلہ دیں گے ہم دونوں پر واجب التسلیم ہوگا۔یہودی نے معاملہ کو نمٹانے کی خاطر منافق کی بات بھی مان لی اور اس کے ساتھ حضرت عمر کے پاس گیا یہودی نے حضرت عمر کو بتایا کہ ہم دونوں پہلے حضرت محمد ﷺ کو ثالث مان کر ان کے پاس گئے تھے اور انہوں نے میرے حق میں فیصلہ دیا تھا، یہ شخص (منافق) حضرت محمد ﷺ کے فیصلے پر راضی نہ ہوا اور اب مجھے تمہارے پاس لے کر آیا ہے حضرت

عمرؓ نے منافق سے پوچھا اس یہودی نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ صحیح ہے: منافق نے تصدیق کی کہ ہاں اس کا بیان بالکل درست ہے حضرت عمرؓ نے کہا کہ تم دونوں یہیں ٹھہرو جب تک میں نہ آؤں واپس نہ جانا یہ کہہ کر گھر میں گئے اور تلوار لے کر باہر نکلے اور پھر اس تلوار سے منافق کی گردن اڑا دی اور کہا، جو شخص اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرے اس کے حق میں میرا فیصلہ یہی ہوتا ہے، اسی پر یہ آیت نازل ہوئی:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا [النساء:60]

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی ہے اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی وہ اپنے مقدمے شیطان کے پاس لے جانا چاہتے ہیں (حالانکہ ان کو یہ حکم ہوا کہ اس کو نہ مانیں) اور جبرائیل علیہ السلام نے آ کر کہا کہ عمر حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والے ہیں اس دن سے عمر کا لقب فاروق مشہور ہو گیا۔

عدل وانصاف پر مبنی فلاحی ریاست:

محترم سامعین! حضرت عمر فاروقؓ ہر لحاظ سے ایک کامل ترین شخصیت کے حامل تھے عشق رسول ﷺ، خوف خدا، عاجزی وانکساری عدل وانصاف کا عظیم پیکر تھے، ان تمام صفات کے ساتھ ساتھ ایک بہترین خلیفۃ المسلمین بھی تھے، ذاتی اوصاف وکمالات کے علاوہ خلیفہ ہونے کی حیثیت سے عمر بن خطاب نے جو عظیم خدمات انجام دیں ان کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی، حقیقت یہ ہے کہ وہ انسانی تاریخ کے بے نظیر خلیفہ اور حکمران تھے، انبیاء کے علاوہ کسی حکمران کو ان کے مقابلے میں نہیں رکھا جاسکتا ان کی خدمات ان کی اصلاحات ان کی فتوحات ان کا انداز حکمرانی ان کا عدل وانصاف اور ان کا نظام احتساب ہر چیز بے مثال ہے دنیا کے بڑے بڑے انقلابوں، فاتحوں، حکمرانوں، عادلوں اور صاحب کردار انسانوں کے سامنے لائیں اور انہیں ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیجئے اور دوسرے پلڑے میں اکیلے عمر فاروق کو رکھ دیجئے اور پھر ضمیر کو ہر قسم کے تعصبات سے آزاد کر کے پوچھئے کس کا پلڑا بھاری ہے۔ تو سو فیصد یقین کے ساتھ کہنا ہوگا کہ آپ کا ضمیر عمرؓ عمرؓ پکار اٹھے گا، اور ہم اگر ان کی خدمات اور اصلاحات کو دیکھیں جن کا دائرہ مذہب سے سیاست تک معاشیات سے معاشرے تک ہر جگہ پھیلا ہوا ہے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ اس دور میں جسے غیر ترقی یافتہ دور کہا جاتا ہے انہوں نے ہر شعبہ میں کیسی کیسی انقلابی اصلاحات تجویز کیں۔

نظام حکومت میں انقلابی اصلاحات:

محترم دوستو! سیاسی اور معاشرتی طور پر بھی حضرت عمر فاروقؓ نے وہ اصلاحات کیں جن کو دیکھ کر عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے، سب سے پہلے انہوں نے بیت المال یعنی خزانہ قائم کیا ہے۔ سب سے پہلے عدالتیں اور قاضی انہوں نے مقرر کیئے، تاریخ اور سنہ انہوں نے قائم کیا جو آج تک جاری ہے، مقبوضہ ممالک کو صوبوں میں تقسیم کیا اور کئی شہر یعنی کوفہ، بصرہ، جیزہ، فسطاط اور موصل انہوں نے آباد کرائے۔ امیر المومنین کا لقب سب سے پہلے انہوں نے اختیار کیا، فوجی و دفتر کے ملازمین کی تنخواہیں انہوں نے مقرر کیں، مردم شماری اور زمین کی پیائش انہوں نے کرائی، جیل خانہ، پولیس کا محکمہ اور فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔ راستوں میں مسافر خانے اور شہروں میں مہمان خانے تعمیر کرائیں مدارس قائم کئے اور معلموں، اماموں اور موذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ غریب عیسائیوں اور یہودیوں کے وظیفے مقرر کئے۔ حضرت ابوبکر کو اصرار کے ساتھ قرآن مجید کی ترتیب پر آمادہ کیا اور اپنے اہتمام کے ساتھ اس کام کو پورا کیا، وقف کا طریقہ ایجاد کیا اور مساجد میں روشنی کا انتظام کیا، مساجد میں وعظ کا طریقہ رائج کیا اور یہ اسلام میں اس نوعیت کا پہلا وعظ تھا، راہ پر پڑے ہوئے بچوں کی پرورش کے لئے وظیفے مقرر کئے ان کے علاوہ بھی حضرت عمر فاروقؓ کی بے بہا اصلاحات اور خدمات ہیں جو حضرت کی اولیات میں شمار ہوتی ہیں۔

رعایا کے ساتھ سلوک:

آج ہر طرف امن وامان کا فقدان، ظلم و جبر کا دور دورا ہے۔ قتل وغارت اور فساد سے ہر جگہ خون آلودہ ہے حالانکہ جدید ٹیکنالوجی کا دور ہے، منصب حکمرانی پر بڑے منچلے حکمران براجمان ہیں، مگر وسائل کے باوجود مسائل کا حل معلوم نہیں ہو رہا اور دوسری طرف حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت پر نظر دوڑائیں تو صرف ۱۰ سال ۴ ماہ کے قلیل عرصے میں ۲۲ لاکھ ۵۱ ہزار مربع میل علاقے فتح کئے اور پھر ایسا نظام حکومت قائم کیا کہ تاقیامت اس کی مثال ملنا ممکن نہیں۔ ساری رات اپنی رعایا کی خبر گیری کے لئے گشت کرتے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ ایک رات حضرت عمر فاروقؓ اچانک میرے مکان پر تشریف لائے۔ میں نے کہا کہ آپؓ نے کیوں تکلیف فرمائی مجھے ہی ملا لیا ہوتا، فرمایا ابھی مجھے معلوم ہوا کہ شہر کے باہر ایک قافلہ اترا ہے۔ لوگ تھکے ماندے ہوں گے آؤ مل کر ان کا پہرہ دیں۔ چنانچہ ہم دونوں ان قافلے والوں کے پاس گئے اور رات بھر ان کا پہرہ دیتے رہے۔ اسی طرح ان کے کارناموں اور خدمات پر کتابیں بھری پڑی ہیں۔

رب کائنات ہم سب کو صحابہ کرامؓ کے کردار واعمال کو اپنانے کی توفیق نصیب فرماویں۔ امین